خطبہ جمعہ

دینی اور دنیوی کاموں میں ہمیشہ سچ اختیار کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۱۵ امان ۱۳۱۹ ہش

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

انبیاء کی جماعتوں کی علامتوں میں سے ہمیشہ

ایک علامت

راست بازی ہوتی ہے۔ اور یہ علامت ایسی ہے۔ جو اپنی ذات میں بہت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر ایک طرف اس کے ذریعہ جماعت کی عزت بڑھتی ہے۔ تو دوسری طرف اس سے تبلیغ کے لئے بھی رستے کھلتے ہیں۔ مگر بہت لوگ ہیں۔ جو

راست بازی کی قدر

کو نہیں سمجھتے۔ خصوصاً عورتوں میں یہ مرض بہت زیادہ ہے۔ مردوں میں بھی ہے مگر عورتوں میں بالخصوص زیادہ ہے۔ وہ بات کرتی ہیں۔ تو اس کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور چھپا لیتی ہیں۔ یا اگر بات مونہہ سے نکل جائے۔ تو تحقیقات کے وقت اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتی ہیں۔ مردوں میں بھی اس زمانہ میں یہ مرض کافی مقدار میں ہے۔ کیونکہ یہ زمانہ

مداہنت اور نفاق کا زمانہ

ہے۔ تہذیب کے معنے آج کل یہ سمجھے جاتے ہیں۔ کہ بات کرنے والا دوسرے کے خیالات کا اس حد تک خیال رکھے۔ کہ سچائی بھی چھپانی پڑے۔ تو اس سے دریغ نہ کرے۔ ایک دوست کے متعلق جو انگلستان میں تبلیغ کرنے کے بعد واپس آئے ہیں۔ کسی نے سنایا۔ کہ وہ کہتے تھے۔ وہاں ایک گلی سے دوسری گلی میں جانے تک

سات بار جھوٹ بولنا

پڑتا ہے۔ وہاں رواج ہے۔ کہ جب کسی سے ملتے ہیں۔ تو موسم کا حال ضرور دریافت کرتے ہیں۔ پہلا سوال عام طور پر یہی ہوتا ہے۔ کہ موسم کیسا ہے؟ حالانکہ سارے اسی جگہ رہتے ہیں۔ مگر پھر بھی ملیں گے۔ تو موسم کا حال ضرور پوچھیں گے۔ اسی رواج کے مطابق کچھ عرصہ قبل تک ہندوستان میں بھی یہ حالت تھی۔ کہ جب علاقہ کے زمیندار کبھی ڈپٹی کمشنر سے ملتے۔ تو وہ ہر ایک سے موسم کا حال ضرور دریافت کرتا۔ اور پوچھتا۔ بارش ہوئی ہے یا نہیں موسم کیسا ہے؟ اور اس طرح ملاقات کا قریباً آدھا وقت اسی میں گزار دیتا۔ ملنے والا حیران ہوتا۔ کہ دو منٹ کی تو ملاقات تھی۔ جس میں سے ایک منٹ موسم کا حال دریافت کرنے میں گزار دیا۔ ادھر افسر یہ سمجھتا۔ کہ اگر میں یہ دریافت نہ کروں۔ تو

بدتہذیب سمجھا جاؤنگا

وہ چاہتا۔ کہ میں اپنا دکھڑا سناؤں۔ اور یہ بارش اور موسم کے متعلق دریافت کرنے میں ہی وقت گزار دیتا۔ ڈپٹی کمشنر تو اپنی طرف سے اس کی خاطر داری کرتا اور زمیندار کے دل میں اس طرح وقت کے ضائع ہونے پر شکوہ پیدا ہو رہا ہوتا۔ یہ

رعایت مجلس مشاورت ۱۹۴۰ء کی تقریب پر

حبوب عنبری رجسٹرڈ

یہ گولیاں عنبر، مشک، موتی، زعفران اور دیگر قیمتی اجزاء سے مرکب ہیں۔ ان کا استعمال ان لوگوں کے لئے ہے۔ جن کی قوت رجولیت کم ہو چکی ہو۔ اعصاب سرد پڑ چکے ہوں۔ دل ٹھنڈا ہو گیا ہو۔ سر ورمٹ گیا ہو۔ چہرہ بے رونق، حافظہ کمزور، اعضائے رئیسہ سرد پڑ گئے ہوں۔ کمر درد ہوتا ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ حبوب عنبری کا استعمال جادو کا اثر دکھاتا ہے۔ گئی ہوئی طاقت واپس آ جاتی ہے۔ دل میں خوشی و سرور پیدا ہوتا ہے اعصاب جو پہلے طاقتور ہو جاتے ہیں۔ جسم فربہ، چست و چالاک ہو جاتا ہے۔ گویا ضعیفی کی دشمن ہے۔ جوانی کی محافظ ہے۔ جائز حاجت مند آزمائش کریں۔ حبوب عنبری ایک بار کھانے سے ۴۸ سال تک مقوی ادویات سے چھٹی ہوتی ہے۔

قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی ۱۵ روپے۔ رعایتی للعہ

محافظ جنین حب اٹھرا رجسٹرڈ

اسقاط حمل کا مجرب علاج ہے۔ جن کے بچے پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ یا جن کے ہاں کثرت سے لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور لڑکیاں زندہ رہتی ہیں۔ لڑکے اول تو کم پیدا ہوتے ہیں۔ اور پھر معمولی صدمہ سے فوت ہو جاتے ہیں۔ یا ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سوکھا پن، سبز پیلے دست۔ قے، ہیضہ، بخار، نمونیہ، سوکھا بدن پر پھوڑے پھنسی، چھالے نکلنا، بدن پر خون کے دھبے پڑنا وغیرہ میں مبتلا رہ کر داعی اجل ہوتے ہیں۔ ایسے وقت میں جو صدمہ والدین پر گزرتا ہے۔ خداوند کریم اس سے ہر ایک کو محفوظ رکھے۔ آمین

اس کے لئے حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد قبلہ حضرت مولوی نور الدین رضہ شاہی طبیب سرکار جموں و کشمیر نے حضور کی مجرب دوا حب اٹھرا رجسٹرڈ حضور کے ارشاد سے خلق خدا کی بہتری کے لئے تیار کر کے اس کا فیض عام کیا ہے۔ جون ۱۹۰۰ء سے آجتک جاری ہے۔ ہزارہا گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ اب جن گھروں میں اٹھرا کی بیماری نے ڈیرہ جمایا ہوا ہے وہ خدا پر بھروسہ رکھیں۔ اور حب اٹھرا رجسٹرڈ فوراً استعمال کرا دیں۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین، خوبصورت، تندرست، مضبوط اور اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ والدین کے لئے ٹھنڈک قلب اور باعث شکریہ ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ مکمل خوراک گیارہ تولہ۔ یکدم منگوانے پر نو روپے۔ نصف منگوانے پر صہ اس سے کم عہ فی تولہ علاوہ محصولڈاک۔

حب نظامی رجسٹرڈ

یہ گولیاں موتی، مشک، زعفران، کشتہ، یشب، عقیق، مرجان وغیرہ سے مرکب ہیں۔ پٹھوں کو طاقت دینے میں بے مثل ہیں۔ حرارت غریزی کے بڑھانے میں بے حد اکسیر ہیں۔ جس پر انسان کی صحت کا دارومدار ہے۔ طاقت کے بڑھانے میں لاجواب ہیں۔ کمزوری کی دشمن ہیں۔ طاقت اور توانائی کی دوست ہیں۔ دل و دماغ، جگر، سینہ، گردہ، مثانہ کو طاقت دیتی۔ اور قوت کے مایوسوں کے لئے تحفہ خاص ہے۔

ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی چھ روپے رعایتی چار روپے

نعمت الٰہی لڑکے پیدا ہونیکی دوائی

یہ دوائی مرد کو کھلائی جاتی ہے۔ ایسا کون ہے جس کو نرینہ اولاد کی خواہش نہ ہو۔ اس

بہترین ثمر کا ہر ایک انسان خواہشمند ہے جس گھر میں نرینہ اولاد نہ ہو۔ کیا امیر کیا غریب۔ ہر وقت اولاد کی خواہش رکھتے ہوئے اداس غمگین وغیرہ مصائب میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور جن کو مولا کریم نے نرینہ اولاد دی ہے۔ وہ بھی اور کی خواہش رکھتے ہیں۔ لہذا جن دوستوں کو نرینہ اولاد کی ضرورت ہو۔ وہ ارسطوئے زماں۔ استاذی المکرم حضرت مولینا شاہی طبیب حکیم نور الدین رضہ کی مجرب لڑکے پیدا ہونے کی دوائی کا استعمال کر کے بے ثمری کا داغ دور کریں۔ مکمل خوراک چھ روپے۔ رعایتی چار روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ دواخانہ معین الصحت سے مل سکتی ہے۔

قبض کشا گولیاں

قبض تمام بیماریوں کی ماں ہے کبھی کبھار کی قبض بھی ناک میں دم کر دیتی ہے۔ اور دائمی قبض سے تو اللہ تعالےٰ محفوظ و امن میں رکھے۔ لیکن دائمی قبض سے بواسیر ہو جاتی ہے۔ حافظہ کمزور۔ نسیان غالب۔ ضعف بصر۔ دھند۔ کثرت سے آشوب چشم ہوتا ہے۔ دل دھڑکتا ہے۔ ہاتھ پاؤں پھولتے ہیں۔ کام کو جی نہیں چاہتا۔ ہاضمہ بگڑ جاتا ہے۔ معدہ، جگر، تلی کمزور ہوتے ہیں۔ اور کئی قسم کی بیماریاں آن موجود ہوتی ہیں۔ ہماری تیار کردہ قبض کشا گولیاں مذکورہ بالا بیماریوں کے لئے اکسیر سے بڑھ کر ثابت ہو چکی ہیں۔ ان کے استعمال سے متلی، گھبراہٹ وغیرہ نہیں ہوتی۔ رات کو کھا کر سو جائیں۔ صبح کو اجابت کھل کر آتی اور طبیعت صاف ہو جاتی ہے۔ ان کا استعمال صحت کا بیمہ ہے۔

قیمت یکصد گولی للعہ رعایتی عہ

مقوی دانت منجن

اگر آپ کے دانت کمزور ہیں۔ مسوڑھوں سے خون یا پیپ آتی ہے منہ سے بدبو آتی ہے۔ دانت ہلتے ہیں۔ گوشت خورہ یا پائیوریا کی بیماری ہے۔ دانت میلے ہیں۔ ان کی وجہ سے معدہ خراب ہے ہاضمہ بگڑ گیا ہے۔ دانتوں میں کیڑا لگ گیا ہے۔ تو ان امراض کے لئے ہمارا تیار کردہ مقوی دانت منجن استعمال کرنے سے بفضل خدا تمام شکایات دور ہو جاتی ہیں۔ اور دانت مضبوط ہو کر موتی کی طرح چمکتے ہیں

قیمت دو اونس شیشی ۱۲؍ رعایتی ۸؍

تریاق گردہ

درد گردہ ایسی موذی بلا ہے۔ کہ الامان جس کو ہوتا ہے وہی اس کی تکلیف کو جانتا ہے۔ اس کا دورہ جب شروع ہوتا ہے۔ اس وقت انسان زندگی کا خاتمہ سمجھتا ہے اس کے لئے ہمارا تیار کردہ تریاق گردہ و مثانہ بے حد اکسیر ثابت ہو چکا ہے۔ اس کی پہلی خوراک سے آرام شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا پتھری یا کنکری خواہ گردہ میں ہو خواہ مثانہ میں خواہ جگر میں ہو سب کو باریک پیس کر بذریعہ پیشاب خارج کرتا ہوا بیمار کو آگاہ کر جاتا ہے۔ اس کے بعد بیمار کو درد کی شکایت نہیں ہوتی۔ قیمت ایک اونس دو روپیہ رعایتی عہ

حب مفید النساء

یہ گولیاں عورتوں کی مشکل کشا ہیں۔ ان کے استعمال سے ایام ماہواری کی بے قاعدگی۔ کم آنا زیادہ آنا۔ نلوں کا درد۔ کمر کا درد۔ کولہوں کا درد۔ متلی۔ قے۔ چہرہ کی بے رونقی۔ چہرہ کی چھائیاں۔ ہاتھ پاؤں کی جلن۔ اولاد کا نہ ہونا وغیرہ سب امراض دور ہو جاتے ہیں۔ اور بفضل خدا اولاد کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ ایک ماہ کی خوراک عگا رعایتی عہ

دواخانہ ہذا نے ان کے علاوہ تمام ادویات میں رعایت کر دی ہے۔ ضرورتمند اصحاب موقعہ سے فائدہ اٹھائیں

المشتہر: حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد حضرت خلیفۃ المسیح اول نور الدین اعظم رضہ دواخانہ معین الصحت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۱۰ مارچ فرانس میں نئی وزارت بنانے کی تیاریاں قریباً مکمل ہوچکی ہیں۔ سوشلسٹ پارٹی کو تین عہدے پیش کئے گئے تھے جو اس نے منظور کر لئے ہیں۔ نئی وزارت کے متعلق طرح طرح کی خیال آرائیاں کی جارہی ہیں۔ یہ امر یقینی معلوم ہوتا ہے۔ کہ کئی ایک پرانے وزرا بھی شامل ہوں گے۔ نئی وزارت سابق وزارت کے وزیر خزانہ بنا رہے ہیں

لنڈن ۱۲ مارچ مسٹر سمر ویلز امریکہ روانہ ہوگئے ہیں۔ جرمنی اور اٹلی کے اخبارات لکھ رہے ہیں۔ کہ نازیوں کی طرف سے وہ کوئی صلح کی شرط لے کر نہیں گئے۔

لنڈن ۱۲ مارچ فنیوں نے خاکتمائے کر لیا جو سمجھوتہ کے مطابق روس کے حوالے ہوگی خالی کردی ہے۔ اور روس نے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔

لنڈن ۱۲ مارچ۔ روس نے اعلان کیا تھا۔ کہ فنلینڈ سویڈن اور ناروے میں سمجھوتہ روس اور فنلینڈ کی صلح کی شرطوں کے خلاف ہوگا۔ فنلینڈ نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ چونکہ یہ سمجھوتہ اپنے بچاؤ کے لئے ہوگا۔ کسی کے خلاف نہ ہوگا۔ اس لئے روس کو اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں۔

لنڈن ۱۲ مارچ۔ آج برطانیہ کے شمال مشرقی کنارے کے قریب دو غیر جانب دار ملکوں کے جہاز غرق کر دیئے گئے۔ ایک دو ہزار ٹن کا۔ اور دوسرا گیارہ سو ٹن کا تھا۔ یہ جہاز برطانیہ آرہے تھے۔ ان پر کوئی مال لدا ہوا نہ تھا۔

لنڈن ۱۲ مارچ۔ آج ہوس آف کامنز کا ایسٹر کی تعطیلات سے قبل کا آخری اجلاس ہوا۔ اگلا اجلاس ۲ اپریل کو منعقد ہوگا۔

لنڈن ۱۲ مارچ جرمنی نے مان لیا ہے کہ اس کے جن ہوائی جہازوں نے برطانوی تجارتی قافلہ کے جہازوں پر حملہ کیا تھا۔ ان میں سے ایک واپس نہیں آیا۔ برطانوی جہازوں کو کوئی نقصان نہ پہونچا تھا۔ اور جرمنی کا یہ دعوےٰ جھوٹا ہے۔ کہ ایک جنگی جہاز کو نقصان پہنچا۔

دہلی ۱۲ مارچ۔ وائسرائے ہند کی کونسل کے ممبر راماسوامی کو آج موٹر کا ایک حادثہ پیش آیا جس سے انہیں معمولی چوٹیں آئیں۔ اور وہ اپنے مکان پر ہی علاج کرا رہے ہیں۔

دہلی ۱۲ مارچ۔ گورکھپور کے کھانڈ کے کارخانوں کی ہڑتال ختم ہوگئی ہے۔ اور تمام مزدوروں نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

لاہور ۱۲ مارچ آج سویرے مسٹر جناح مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ کی صدارت کرنے کے سلسلہ میں لاہور پہنچے۔ انہوں نے اپنے بیان کے دوران میں کہا۔ کہ مسلم لیگ کا یہ اجلاس مسلمانوں کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ تمام مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ پرامن رہ کر اس اجلاس کو کامیاب بنائیں۔ مسٹر جناح۔ نواب شاہ نواز خاں آف ممدوٹ کے ہاں ٹھہرے ہیں۔ آج دوپہر کو انہوں نے سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم سے مسلم لیگ اور خاکساروں کے متعلق بات چیت کی۔

لاہور ۱۲ مارچ۔ چونکہ حالات پرامن ہوگئے ہیں۔ اس لئے آج کرفیو آرڈر واپس لے لیا گیا ہے۔ جو خاکسار زخمی ہوئے تھے۔ ان میں سے دو اور آج مر گئے۔ اس حادثہ میں کل مرنے والوں کی تعداد ۳۲ ہوگئی ہے۔ جس میں دو کنسٹیبل شامل ہیں۔ جو پولیس افسر زخمی ہوئے تھے۔ ان کی حالت اچھی ہو رہی ہے۔

دہلی ۱۲ مارچ۔ سنٹرل اسمبلی میں ہوم ممبر نے پولیس اور خاکساروں کے درمیان تصادم کے متعلق بیان دیتے ہوئے کہا۔ گورنمنٹ ہند نے ہندوستان کی حفاظت کے قانون کے ماتحت علامہ مشرقی کو نظر بند کر دیا ہے۔ تصادم کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ لاہور میں خاکساروں نے جو کچھ کیا۔ اس کی ذمہ واری علامہ مشرقی پر عائد ہوتی ہے

لاہور ۱۲ مارچ آج آٹھ باوردی خاکساروں کو پریڈ کرتے ہوئے رلانے والی گیس کے ذریعہ گرفتار کیا گیا۔ صوبہ بھر میں خاکساروں کی پکڑ دھکڑ جاری ہے۔

دہلی ۱۲ مارچ۔ آسام اسمبلی میں چار ممبروں نے سر سعد اللہ وزیر اعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریکیں پیش کر رکھی تھیں۔ مگر آج انہوں نے واپس لے لیں۔

دہلی ۱۲ مارچ۔ ضلع بنوں میں جو کرفیو آرڈر ۲۵ فروری سے جاری ہے اس کی میعاد ۲۵ مئی تک بڑھا دی گئی ہے

بمبئی ۱۲ مارچ۔ کپڑے کے کارخانوں میں بیس ہزار مزدور کام پر واپس آگئے ہیں۔ یہ بمبئی میں کام کرنے والے مزدوروں کی تعداد کا آٹھواں حصہ ہے

رام گڑھ ۔ ۲۰ مارچ کانگرس کا آئندہ سالانہ اجلاس اٹک کے نزدیک پنجاب کے کسی مقام پر ہوگا۔ تاکہ سرحدی لوگ بھی بآسانی شریک ہوسکیں۔

برلن ۲۰ مارچ جرمنی رائن کے علاقہ میں سیگفرید لائن کی طرز کی ایک اور دفاعی لائن تیار کر رہا ہے۔ جس کا کام بڑی سرگرمی سے جاری ہے۔ اس لئے تمام ملک میں تعمیرات کا سلسلہ عارضی روک دیا گیا ہے۔

امرتسر ۲۰ مارچ۔ روس وفن لینڈ کی صلح۔ نیز ہٹلر اور مسولینی کی گفتگو وغیرہ امور کے نتیجہ میں یہاں گندم۔ کھانڈ۔ رنگ اور کپڑے کی منڈیوں میں بھاؤ گر گئے ہیں۔

رام گڑھ ۲۰ فروری یہاں کانگرس کے اجلاس کے ساتھ ساتھ فارورڈ بلاک والوں کی جو کانفرنس مسٹر بوس کی صدارت میں منعقد ہوئی ہے۔ اس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ ۶ اپریل کو سارے ملک میں جدوجہد کا آغاز کر دیا جائے۔ ریزولیوشن میں درج ہے۔ کہ ایک دفعہ تحریک شروع کرنے کے بعد نہ اسے بند کیا جائے گا۔ اور نہ اس کی رفتار میں سستی پیدا ہونے دی جائے گی۔ مسٹر بوس اور سوامی سہجانند کو وار کونسل بنانیکا اختیار دے دیا گیا ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لالہ ملاوامل صاحب حکیم قادیان کو اکثر احباب جانتے ہیں - ان کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قدیمانہ تعلق رہا ہے - انہوں نے بعض ادویہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے نسخوں کے مطابق تیار کی ہیں - اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ان ادویہ کے متعلق سفارش کی خواہش کی ہے - سو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے منشا کے مطابق یہ سفارش الفضل میں شائع کی جاتی ہے کہ حاجت مند احباب لالہ ملاوامل صاحب قادیان سے ان کی تیار کردہ ادویہ خرید کر فائدہ اٹھائیں والسلام - خاکسار پرائیویٹ سیکرٹری -

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۱ امان ۱۳۱۹ ہش ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ساڑھے نو بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے حضور کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت علیل ہے۔ حضرت ممدوحہ کی صحت کاملہ کے لئے دُعا کی جائے ؛

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں خیروعافیت ہے۔

شیخ احمد اللہ صاحب جو تجارت و تبلیغ کی غرض سے ۲۹ مارچ ۱۹۳۶ء کو انگلستان گئے تھے آج دس بجے صبح کی گاڑی سے قادیان پہونچ گئے ہیں۔

مجلس مشاورت میں شمولیت کے لئے جماعت ہائے احمدیہ کے بہت سے نمائندگان اور مہمان آج مختلف ٹرینوں سے تشریف لائے ؛

مدرسہ احمدیہ کے سالانہ امتحان کا نتیجہ مرتب ہو چکا ہے۔ جو انشاء اللہ تعالےٰ کل کے پرچہ میں شائع کیا جائے گا۔ بورڈران مدرسہ احمدیہ کا نتیجہ نوے فیصدی رہا ہے ؛

نصرت گرلز ہائی سکول کا نتیجہ آج سنا دیا گیا ؛

انگلستان کے رواج کے مطابق بات تھی۔ وہاں ملتے وقت موسم کا حال ضرور دریافت کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہاں موسم بڑی جلدی جلدی بدلتا رہتا ہے۔ جس طرح **سندھیوں اور بلوچیوں میں** یہ طریق ہے۔ کہ جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ایک کہتا ہے حال دے اور وہ سنانا شروع کرتا ہے۔ کہ فلاں کا یہ حال ہے۔ فلاں کا یہ ہے اور اس طرح سب تفاصیل بیان کرنے کے بعد اسے کہتا ہے۔ کہ تو حال دے۔ اور پھر وہ اپنی کہانی سناتا ہے اور جب سب کچھ اگل دیتا ہے تو دوسرے سے کہتا ہے حال دے۔ اور اس طرح اس کا پیٹ خالی کراتا ہے۔ اسی طرح ایک دوسرے سے پوچھتے جاتے ہیں ختم نہیں کرتے۔ اور یہ عادت اس قدر عام ہے۔ کہ مجھے ایک پولیس کے افسر نے بتایا۔ کہ یہاں یہ حال ہے۔ کہ اِدھر چور کو پکڑنے کے لئے نکلو۔ اور اُدھر اسے خبر پہونچ جاتی ہے اور وہ اس طرح کہ اگر ایک بھی سندھی کو پتہ لگ جائے۔ تو دوسرے سے ملنے پر جب وہ حال دریافت کرتا ہے۔ تو سب باتیں بیان کرنے کے ساتھ یہ بھی کہہ دے گا۔ کہ فلاں تھانیدار فلاں چور کو پکڑنے جا رہا ہے۔ اور راستہ میں اسے جو جو ملے گا اور حال دریافت کرے گا۔ وہ ہر ایک کو یہ بات بھی بتائے گا۔ اور پھر ان میں سے جسے بھی دوسرے کو حال بتانے کا موقعہ آئے۔ وہ یہ بات بھی اسے ضرور سنائے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تھانیدار تو بعد میں پہونچے گا۔ مگر یہ خبر پہلے ہی سارے ضلع میں پہونچ جائے گی۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں چور بھلا کیوں بیٹھا رہے گا۔ اس پولیس افسر نے بتایا کہ یہاں یہ بڑی سخت دقت ہے۔ ہمیں چھپ چھپ کر جانا پڑتا ہے انگلستان میں اس حال دے کے بجائے **موسم کا حال** پوچھنے کا رواج ہے۔ تم اگر گھر سے نکلو۔ اور راستہ میں تمہیں ایک ایسا شخص ملے۔ جسے دردوں کا عارضہ ہے یا گٹھیہ کی شکائت ہے۔ اور سردی کی وجہ سے اسے تکلیف پہونچتی ہے۔ تو وہ کہے گا کیسا بُرا موسم ہے۔ اور تہذیب کا تقاضا یہ ہے۔ کہ چاہے خود اس وقت لطف ہی آ رہا ہو۔ مگر تم کہو یہی کہ بہت ہی بُرا موسم ہے۔ آگے گئے تو ایک اور شخص ملا۔ جو ہٹا کٹا تندرست مشٹنڈا ہے۔ اس پر سردی بُرا اثر نہیں کرتی۔ اور وُہ کہتا ہے۔ کہ اوہ کیسا نفیس موسم ہے۔ اس وقت تمہارا فرض ہے کہ کہو کہ ہاں بہت ہی اچھا موسم ہے۔ آگے جاکر ایک نے کہا۔ کہ آج بارش ضرور ہوگی۔ تو تم کو کہنا پڑے گا ہاں ضرور ہوگی۔ لیکن اور آگے جاکر کوئی اور ملا۔ اور اس نے کہا۔ کہ آج تو بارش کے کوئی آثار نہیں تو تم چند قدم پیچھے جو یہ کہہ چکے ہو۔ کہ ضرور بارش ہوگی۔ اب یہ کہنے پر مجبور ہو۔ کہ نہیں ہرگز نہیں ہوگی۔ آج تو بارش کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ تو یہ بات دراصل تہذیب سمجھی جاتی ہے۔ کہ جس کے ساتھ بات کی جائے۔ اس کا دل خوش کرنے کا اتنا خیال رکھا جائے۔ کہ خواہ اس کے لئے صداقت چھوڑنی پڑے اس میں تامل نہ ہو۔ یہاں ہندوستان میں بھی اب یہ بات بہت پیدا ہو رہی ہے۔ بعض احمدی کسی تعلیمیافتہ آدمی کو **کئی کئی سال تبلیغ** کرتے رہتے ہیں۔ اور سمجھا یہ جاتا ہے۔ کہ وُہ بہت ہی قریب آچکا ہے۔ لیکن جب کوئی موقعہ پیدا ہو وُہ شدید دشمن ثابت ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ یورپین تہذیب کے مطابق وُہ اپنا فرض سمجھتا ہے کہ جب اسے کہا جائے کہ حضرت عیسےٰؑ فوت ہو گئے ہیں۔ تو وُہ بھی یہی بات کہے۔ اور جب کہا جائے کہ حضرت مرزا صاحب نے فلاں فلاں معجزات دکھائے وُہ خدا تعالےٰ کے محبوب اور محب تھے تو تہذیب کے خلاف سمجھتا ہے۔ کہ اس بات کی تردید کی جائے۔ لیکن جب مقابلہ کا وقت آتا ہے تو اس کا اندرونہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ لیکن یورپ میں جہاں یہ نقص ہے۔ وہاں بعض خوبیاں بھی ہیں وہاں بعض اصول مقرر ہیں۔ اور وہ لوگ اس طرح ان کی پابندی کرتے ہیں۔ کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ بسا اوقات وہ اصول متضاد بھی ہوتے ہیں مثلاً جہاں یہ دستور ہے۔ کہ موسم کے معاملہ میں کوئی جو کچھ کہے اس کی تائید کر دی جائے وہاں یہ بات بھی ہے۔ کہ عام حالات میں وہ لوگ **سچ بولنے کے عادی** ہیں ؛

موسم کا حال بیان کرنے میں تو ایک انگریز بے شک غلط بیانی کریگا۔ مگر گواہی کے معاملہ میں نسبتاً سچ بولے گا۔ اور عدالت کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہوگی۔ ہمارے ملک میں یہ بات نہیں۔ یہاں عدالتوں میں بھی بہت دغا اور فریب ہوتا ہے۔ سچا بھی عدالت میں جاکر جھوٹ بولتا ہے۔ اور جھوٹا بھی۔ پولیس بھی جھوٹ بولتی ہے اور گواہ بھی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ مجسٹریٹوں کو بھی بعض اوقات جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ ہر طرف **جھوٹ کا ایک طوفان** بپا ہوتا ہے۔ سچائی کو سچ ثابت کرنے کے لئے بھی ضرور جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ کوئی شخص کسی سرکاری عدالت میں سچ کے ساتھ مقدمہ نہیں جیت سکتا۔ خواہ اس کا کیس بالکل ہی سچا کیوں نہ ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جھوٹ کی بنیاد ایسے اصول سے قائم کی گئی ہے۔ کہ جھوٹ مجبوراً بولنا پڑتا ہے۔ اگر کسی شخص کے خلاف دس بارہ جھوٹے گواہ پیش ہو جائیں جو کہیں اس نے فلاں شخص کو مارا ہے تو گو اس نے نہ مارا ہو۔ جب تک وُہ بھی ایسے گواہ پیش نہ کرے، جو کہیں اس نے نہیں مارا۔ وہ سزا سے نہیں بچ سکتا۔ اور ضروری نہیں۔ کہ سچے کے پاس گواہ موجود ہوں۔ اس لئے اسے ضرور جھوٹے گواہ بنانے پڑتے ہیں۔ اگر تو مارنے والا خود ہی سچا بیان دے دے۔ کہ اس نے گالی دی۔ اور میں نے مارا تو عدالت کا کام بہت آسان ہو جاتا ہے اسے صرف یہ دیکھنا باقی رہ جاتا ہے۔ کہ اشتعال کی جو وجہ بیان کی گئی ہے۔ وہ کافی ہے یا نہیں۔ اگر تو وہ سمجھے۔ کہ اشتعال ایسا تھا۔

کہ اس کے مقابلہ میں اتنا مارنا زیادہ نہیں تو وُہ سزا میں کمی کر سکتا ہے۔ اور اگر اس کے نزدیک اشتعال کافی نہ ہو تو سزا سخت دے سکتا ہے۔ اور یورپ میں عام طریق یہی ہے۔ مگر یہاں یہ حال ہے کہ اگر دو آدمی اکیلے لڑ پڑیں۔ تو فوراً ایک کے دس بارہ دوست جھوٹی گواہی دینے پر تیار ہو جائیں گے۔ کہ ہم وہاں موجود تھے۔ اور فلاں شخص نے ہمارے سامنے فلاں کو مارا تھا۔ اب اگر سچ بولنے والا اکیلا ہی ان کے مقابلہ میں کہتا جائے۔ کہ میں نے نہیں مارا۔ تو مجسٹریٹ اس کی ہرگز نہیں سنیگا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اس کے سچ کی تائید کے لئے بھی اتنے ہی گواہ ہوں۔ یہاں فیصلہ اس کے حق میں ہوتا ہے جو زیادہ سے زیادہ جھوٹی شہادت مہیا کر سکے۔ اگر تو جس نے مارا ہے۔ وُہ زیادہ معززین کو جھوٹا بنا سکے۔ تو وُہ کامیاب ہو جائے گا۔ اور اگر نہ مارنے والا زیادہ معززین کو جھوٹا بنا سکے گا۔ تو وُہ جیت جائے گا۔ جیت کا انحصار اس امر پر ہوتا ہے۔ کہ کون شخص زیادہ تعداد میں اور معزز آدمیوں کو جھوٹا بنا سکتا ہے۔ مجسٹریٹ بھی آخر انسان ہوتا ہے۔ اور قانون یہ ہے۔ کہ شہادت کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ اس لئے بسا اوقات وُہ سمجھتا بھی ہے۔ کہ کیس جھوٹا ہے۔ مگر وُہ مجبور ہوتا ہے۔ کہ سچے کے خلاف فیصلہ کرے۔ بعض ممالک مثلاً فرانس وغیرہ میں یہ قاعدہ ہے کہ مجسٹریٹ خود بھی تحقیقات کرے۔ اسلام کا قانون بھی یہی ہے۔ اور فرانس چونکہ اسلامی حکومت کے قریب تھا۔ اس لئے شاید اس نے وہاں سے یہ طریق لیا ہو۔ لیکن انگریزی قانون یہ ہے۔ کہ شہادت کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ مجسٹریٹ کوئی دخل نہ دے۔ بلکہ اگر وُہ دخل دے۔ تو اسے متعصب سمجھا جاتا ہے۔ اور اس وجہ سے بعض اوقات مجسٹریٹ یہ جاننے کے باوجود کہ

بات جھوٹ ہے

سزا دے دیتا ہے۔ کیونکہ قانون یہی ہے۔ میں نے کئی پولیس والوں سے سُنا ہے۔ کہ ہم نے کبھی جھوٹا مقدمہ نہیں بنایا۔ پہلے اطمینان کر لیتے ہیں۔ کہ مقدمہ سچا ہے۔ اور پھر اس کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے جھوٹے گواہ بناتے ہیں۔ اگر کوئی چور خود ہی مال پولیس کے حوالے کر دے۔ تو عدالت اسے چھوڑ دے گی۔ اس لئے پولیس کو مجبوراً یہ کہانی بنانی پڑتی ہے۔ کہ یہ مال فلاں جگہ دفن تھا۔ جو فلاں فلاں ذیلدار۔ نمبردار یا زمیندار کے روبرو ملزم نے نکال کر دیا۔ اور ظاہر ہے کہ جب ملک کے عام حالات یہ ہوں۔ تو

سچ کو قائم رکھنا بہت ہی مشکل ہے

دُنیا میں آج تک جتنے انبیاء گزرے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ ان سب کی امتوں سے زیادہ اس زمانہ میں سچائی کے ساتھ وابستگی کو قائم رکھنا مشکل ہے صحابہ کرام کی حالت اور تھی۔ عرب میں پہلے بھی سچ کی عادت تھی۔ گو عرب لوگ چوری۔ ڈاکہ۔ زنا۔ شراب خوری۔ جوا بازی وغیرہ جرائم میں انتہا کو پہونچے ہُوئے تھے۔ مگر سچائی کے پابند تھے بہت سی بُری عادات کے ساتھ ان میں ایک خوبی یہ تھی۔ کہ سچ کے پابند تھے۔ اور پھر مہمان نواز بھی تھے۔ چور بھی تھے۔ ڈاکو بھی۔ شرابی اور زانی اور جواری بھی۔ مگر ساتھ مہمان نواز اور سچ بولنے والے بھی تھے۔ حضرت خلیفہ اول رض سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک شخص نے خود ان سے بیان کیا۔ کہ حج کو جاتے ہُوئے رستہ میں میں قافلہ سے الگ ہو گیا۔ میرا سامان قافلہ کے ساتھ چلا گیا۔ اور میرے پاس کچھ نہ تھا۔ کئی روز کے فاقہ کے بعد مجھے ایک بدوی ملا۔ ریگستانی علاقوں میں دس دس بیس بیس میل پر چھوٹے چھوٹے سرسبز قطعات بھی ہوتے ہیں۔ اور بدّو وہیں اپنی رہائش رکھ لیتے ہیں۔ کنال دو کنال کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ جہاں زمین کے اندر پانی کی دھاریاں اس طرح چلتی ہیں۔ کہ وُہ علاقہ سرسبز رہتا ہے۔ بدوی وہاں رہائش رکھتے ہیں۔ اس شخص نے بیان کیا۔ کہ جب وہاں پہونچا۔ تو ایک بدوی بیٹھا تھا۔ اس نے تربوز بوئے ہُوئے تھے۔ ایسی جگہوں میں بدو لوگ ایسی چیزیں ہی بوتے ہیں۔ جو دُور شہر میں لے جا کر فروخت کی جا سکیں۔ اور جلدی گل سڑ نہ جائیں۔ یہ شخص وہاں پہونچتے ہی گر گیا۔ اور اشارہ سے کہا۔ کہ مجھے کچھ کھانے کو دو۔ بدوی کے پاس اور کچھ کھانے کو تو تھا نہیں۔ بکریوں کا دودھ تھا۔ جو اس نے اسے پلایا۔ اس کے بعد اس خیال سے کہ یہ دودھ سیال چیز ہے۔ کوئی ٹھوس چیز بھی اسے کھلانی چاہیئے۔ وُہ تربوزوں میں داخل ہُوا۔ اور کئی تربوز توڑ توڑ کر پھینکتا گیا۔ کیونکہ وُہ ابھی پکے نہ تھے۔ آخر ایک پکا ہُوا تربوز تلاش کر کے اسے کھلایا۔ اور اس کے بعد تلوار نکال کر کھڑا ہو گیا یہ شخص بہت حیران ہُوا۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ بدو نے کہا۔ کپڑے اتارو۔ اور کرتہ وغیرہ اتروا کر اچھی طرح اطمینان کر لیا۔ کہ پاس کوئی چیز ہے تو نہیں۔ اور پھر کہنے لگا۔ کہ یہ تربوز جو میں نے تمہاری خاطر توڑ کر پھینک دیئے ہیں۔ میرے بیوی بچوں کی سال بھر کی غذا تھی۔ دراصل وُہ لوگ گزارہ تو دودھ وغیرہ پر ہی کر لیتے ہیں۔ اور یہ تربوز وغیرہ شہر میں لے جا کر فروخت کر کے کچھ پیسے بالائی ضروریات کے لئے حاصل کر لیتے ہیں۔ بدوی نے اس سے کہا۔ کہ جب تم میرے پاس آ گئے۔ تو یہ بات میری

مہمان نوازی کی شان کے خلاف

تھی۔ کہ میں پہلے تم سے کچھ پوچھتا۔ لیکن اب اگر معلوم ہو جاتا۔ کہ تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ اور تمہارے پاس مال ہے۔ تو میں تمہیں ضرور مار ڈالتا۔ میں نے اپنے تمام تربوز تمہاری خاطر اجاڑ دیئے ہیں اور بظاہر اب میرے بیوی بچوں کے لئے موت ہے ؞

تو گو وُہ لوگ قاتل تھے۔ شرابی اور زانی تھے۔ مگر سچائی اور مہمان نوازی ان میں عام تھی۔ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق قیصر کے سامنے ابوسفیان نے کس طرح

سچی شہادت

دے دی۔ باوجودیکہ وُہ اس وقت کافر تھے۔ گو وُہ کہتے ہیں۔ کہ اگر میرا بس چلتا۔ تو میں جھوٹ بھی بول دیتا مگر پیچھے قوم کے دُوسرے لوگ کھڑے تھے۔ اور میں سمجھتا تھا۔ اگر میں نے جھوٹ بولا۔ تو یہ لوگ فوراً میری تردید کر دیں گے۔ مگر اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ بحیثیت قوم وُہ لوگ سچے تھے۔

اب کیا حالت ہے۔ کہ اگر ایک غیر احمدی مولوی جھوٹ بولتا ہے۔ تو سب اس کی تائید شروع کر دیتے ہیں۔ مگر ابوسفیان سمجھتا تھا۔ کہ اگر میں نے جھوٹ بولا۔ تو میرے ساتھی اسے برداشت نہیں کریں گے۔ اس نے صاف طور پر اقرار کیا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بڑے اعلےٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ قیصر نے دریافت کیا۔ کہ کیا اس نے کبھی کوئی معاہدہ کر کے اسے خود ہی توڑ بھی دیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا۔ کبھی نہیں۔ پھر اس نے پوچھا۔ کیا اس کے ساتھی بڑھ رہے ہیں۔ یا گھٹ رہے ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ بڑھ رہے ہیں۔ پھر قیصر نے دریافت کیا۔ کہ اس کا تعلق کیسے خاندان سے ہے۔ ابوسفیان نے کہا بڑے اعلےٰ خاندان سے۔ قیصر نے دریافت کیا۔ کہ اس کے ساتھ شامل ہونے والا کوئی شخص اس وجہ سے بھی الگ ہُوا ہے کہ اسے اسلام کے اصُول پسند نہیں آئے کسی شکوہ شکایت لڑائی جھگڑے کی وجہ سے علیحدگی اور بات ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ کیا کوئی ایسا شخص بھی علیحدہ ہُوا ہے جسے اسلام کے عقائد پسند نہ آئے ہوں۔ ابوسفیان نے اس کا جواب بھی نفی میں دیا۔ تو اس زمانہ میں سچائی عام تھی۔ مگر آج جھوٹ عام ہے مجھے ہمیشہ اس واقعہ سے حیرت ہوتی ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ وحی لکھوا رہے تھے۔ کاتب وحی لکھ رہا تھا۔ ایک مقام پر پہونچ کر کاتب کے مونہہ سے فوراً یہ فقرہ بے اختیار نکل گیا۔ کہ

کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین اتفاقاً آگئی آیت ہی تھی۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بس یہی الہام ہے لکھ لو۔ اس بات پر اسے ٹھوکر لگ گئی۔ اس نے سمجھا۔ کہ میرا فقرہ پسند آ گیا۔ تو اسے ہی الہام میں داخل کر لیا۔ اور وہ مرتد ہو کر مخالفوں میں جا ملا۔ منافق ہونے کے بعد وہ یہ بھی کہہ سکتا تھا۔ کہ اور بھی ایسے فقرے مجھ سے آپ قرآن کریم میں لکھ لیتے رہے ہیں۔ مگر نہیں۔ وہ صرف یہی

ایک واقعہ

بیان کرتا تھا۔ تو عرب بحیثیت قوم جھوٹے نہ تھے۔ مگر آج حالات بالکل مختلف ہیں۔ آج اگر کوئی شخص مرتد ہو تو وہ فوراً کچھ کی کچھ بات بنا دے گا۔ ایک دفعہ یہاں ایک شخص طالب علم کی حیثیت سے حیدرآباد سے آیا۔ آج وہ لیڈر بنا ہوا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد یہاں کسی سے اس کا جھگڑا ہو گیا۔ اور وہ لاہور جا پہونچا۔ جھگڑا اس کا غالباً ہوسٹل والوں سے ہوا تھا۔ مگر لاہور جا کر اس نے اعلان کیا۔ کہ میں قادیان گیا تھا۔ شروع شروع میں تو مجھ سے اصل بات پردہ میں رکھی گئی مگر کچھ عرصہ کے بعد جب خلیفہ صاحب کو یقین ہو گیا۔ کہ میں مخلص احمدی بن گیا ہوں۔ تو مجھے بیت الفکر کے ایک کونہ میں بٹھا کر کہنے لگے۔ کہ آج میں تم پر مخلص احمدی کا راز منکشف کرنا چاہتا ہوں۔ جو یہ ہے۔ کہ ہمارا اصل عقیدہ یہی ہے۔ کہ مرزا صاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہیں۔ حالانکہ جب وہ یہاں سے گیا تو دیانت داری سے اصل بات بھی بتا سکتا تھا۔ کہ میرا ان لوگوں سے اتفاق نہیں ہو سکا۔ اس لئے ان میں رہ نہیں سکا۔ لیکن اسے چھپا کر اس نے اتنا بڑا افترا کیا۔ جو زبان سے نکالتے ہوئے ایک شیطان خصلت انسان کا دل بھی کانپ جاتا ہے۔ یہ

ہندوستانی ذہنیت ہے

کہ جھوٹ بولنے میں دریغ نہیں کیا جاتا۔ باقی مرتدین کو بھی دیکھ لو۔ اِدھر مرتد ہوئے اور اُدھر سینکڑوں قصے گھڑ لیتے ہیں۔ حالانکہ سوال قرضہ یا مقدمہ یا نوکری۔ یا کسی بچے کی نوکری یا شادی بیاہ کا ہوتا ہے مگر ہزاروں باتیں پاس سے ہی بنا کر ایسا گورکھ دھندا پیش کرتے ہیں۔ کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ تو آج کل جھوٹ بہت عام ہے۔ اور سچ کے قیام کے لئے بہت سی مشکلات درپیش ہیں۔ لیکن اگر قوم سچ کے لئے تیار ہو جائے۔ تو اس کا اثر بھی بہت بڑا ہو گا۔ اگر یہ مشکل کام ہماری جماعت کرے۔ تو اس کے نتائج نہایت شاندار ہوں گے۔ اگر ہر فرد جماعت

سچ کی پابندی

اختیار کرے۔ عورتیں بچوں کو سچ بولنا سکھائیں۔ بہنیں بھائیوں کو۔ بھائی بہنوں کو اور باپ بیٹوں کو۔ اور چاہے کسی عزیز ترین رشتہ دار کے متعلق سچی گواہی دینی پڑے۔ اس میں دریغ نہ کریں۔ تو اس کے نتائج نہایت شاندار ہوں گے۔ مگر میں نے دیکھا ہے۔ لوگ بعید ترین واقف کے لئے بھی جھوٹ بولنے میں تامل نہیں کرتے۔ میرا تجربہ یہی ہے کہ ہماری جماعت میں دوسروں کی نسبت سچائی بہت زیادہ ہے۔ اور فیصلوں میں بالعموم وہ دقتیں پیش نہیں آتیں۔ جو دوسرے لوگوں کے معاملات میں آتی ہیں۔ مگر پھر بھی بعض لوگ ایسے ہیں جو جھوٹ بول لیتے ہیں۔ لیکن ایک نقص ہماری جماعت میں بہت عام ہے۔ اور وہ

بدظنی

ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ ہر شخص یہی کہتا ہے۔ کہ جج قاضی نے عمداً غلط فیصلہ کیا۔ حالانکہ میں نے سو فیصدی اس بات کو غلط پایا ہے۔ کہ جان بوجھ کر کسی قاضی نے بددیانتی کی ہو مگر مجھے کوئی فیصلہ کرانے والا شاذ ہی ایسا ملا ہو۔ جس نے یہ نہ کہا ہو کہ قاضی نے بددیانتی کی ہے۔ یا رعایت کی ہے۔ یا توجہ نہیں کی۔ یہ سب الفاظ قریباً ہم معنی ہیں۔ مگر میرے تجربہ میں یہی آیا ہے۔ کہ یہ بات غلط ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ قاضیوں کے فیصلے غلط بھی ہوئے ہیں۔ بعض نے گواہی پوری نہیں لی ہوتی۔ یا ایسی جرح ہونے دی ہے جو نہیں چاہیئے تھی۔ مگر یہ سب باتیں

عام حالات کے ماتحت

تھیں۔ یہ میں نے نہیں دیکھا کہ جان بوجھ کر کسی نے کوئی بددیانتی کی ہو میں یہ بھی نہیں کہتا۔ کہ کبھی کسی قاضی نے کوئی حرکت بددیانتی سے نہیں کی ہو گی۔ ممکن ہے کی ہو۔ مگر وہ ایسی ہی ہو گی جو مجھے نظر نہیں آئی۔ انسان کمزور ہے۔ کمزوریاں بھی سرزد ہوئی ہوں گی۔ مگر وہ ایسی باریک کہ ان کا پکڑنا مشکل ہے۔ تو

بیشتر حصہ جماعت کا سچ ہی بولنے والا ہے

مگر کئی لوگ ایسے بھی میں نے دیکھے ہیں۔ جو جھوٹ بول لیتے ہیں۔ اور سچی بات ان کے مونہہ سے اسی طرح نکالنی پڑتی ہے جس طرح شیر کے مونہہ میں سے گوشت کا لوتھڑا۔ جس میں ہاتھ بھی زخمی ہو جائیں۔ وہ چبا چبا کر بات کریں گے۔ اور پھر جرح پر کوئی بات بتائیں تو بتائیں گے۔ اور پھر جب دریافت کیا جائے۔ کہ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ تو کہیں گے۔ کہ جی خیال نہیں کیا تھا۔ دھیان نہیں تھا۔ ان کے مونہہ سے سچی بات کہلوانا ایسا ہی مشکل ہوتا ہے۔ جیسا شیر کے مونہہ سے گوشت کا لوتھڑا نکالنا۔ مگر بیشتر حصہ سچ بولنے والا ہے۔ گو وہ بھی سچائی کے اس معیار پر نہیں جو قرآن کریم قائم کرنا چاہتا ہے۔ مگر نسبتاً دوسروں سے اچھے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں۔ کہ جب تک وہ

سچائی کا کامل معیار

اختیار نہیں کرتے۔ دوسروں پر ان کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ سچائی کے قیام کے لئے پہلے خود مثال قائم کرنی چاہیئے۔ جو ماں بچہ کے سامنے خود جھوٹ بولتی ہے۔ اس کی نصیحت کا بچہ پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ بعض مائیں بچوں کو ایسی تعلیم دیتی ہیں۔ جو جھوٹ ہو۔ مثلاً کہہ دیا کہو اماں گھر نہیں ہیں یا ہاتھ سے روپوں کی پوٹلی باندھتی جاتی ہے۔ اور بچہ سے کہتی جاتی ہے کہ کہدو ہمارے ہاں روپیہ نہیں ہے۔ اس کا بچہ سچ بولنا کبھی نہیں سیکھ سکتا۔ پس سچائی کی تعلیم دینے کے لئے خود بھی سچ اختیار کرنا ضروری ہے۔ مذہبی مسائل میں بھی یہی طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ مجھے آج یہ بات بیان کرنے کا خیال

"الفضل" میں مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری کا مضمون

پڑھ کر ہوا۔ میں نے دیکھا ہے۔ ان کے مضمون میں ایک بے ساختہ پن ہے۔ وہ صاف کہتے ہیں۔ کہ مجھ سے ایک غلطی ہوئی۔ مگر جب مجھے پتہ لگ گیا۔ میں نے اصلاح کر لی۔ لیکن ان کے مقابل پر مولوی محمد علی صاحب بھی مضامین لکھتے ہیں اور کہتے ہیں نہیں آپ کو غلطی نہیں لگی تھی۔ حالانکہ مولوی غلام حسن خان صاحب کی پوزیشن بالکل مضبوط ہے۔ انہوں نے ایک وقت بیعت نہیں کی تھی۔ اور دوسرے وقت کر لی۔ اور جو شخص یہ مان لے۔ کہ پہلے میں غلطی پر تھا۔ اس پر اعتراض کیا ہو سکتا ہے۔ مگر

مولوی محمد علی صاحب

برا براعتراض کرتے جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اتنی جلدی تبدیلی آپ کے اندر کیونکر پیدا ہو گئی۔ وُہ اس بیعت پر بدظنی کر رہے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اس میں شاید ان کا کوئی فائدہ ہے۔ حالانکہ اگر بیعت کر لینے میں کوئی فائدہ نظر آتا تو وُہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی بیعت کیوں نہ کر لیتے۔ پہلے میرا خیال تھا۔ کہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی کی بیعت کی ہُوئی تھی۔ مسنزوھ کے سفر میں بھی کسی دوست نے پوچھا تھا۔ تو میں نے کہا تھا کہ میرا خیال ہے۔ کی ہوئی تھی۔ مگر آج ان کے مضمون سے پتہ لگا ہے۔ کہ نہیں کی تھی۔ مولوی غلام حسن خانصاحب نے مولوی محمد علی صاحب کو جواب دیا ہے۔ کہ آپ کو علم ہے۔ کہ میں نے حضرت خلیفہ اول کی بیعت بھی نہیں کی تھی۔ اگر میرے دل میں کوئی بددیانتی ہوتی۔ تو میں اسی وقت کیوں نہ بیعت کر لیتا۔ مگر میں نے اس وقت بھی دلیری سے کام لیا۔ اور نہ کی۔ لیکن اب کہ میں نے سمجھا بیعت ضروری ہے۔ میں نے کر لی۔ اور میں تسلیم کرتا ہُوں۔ کہ پہلے میں غلطی پر تھا۔ اب اس میں اعتراض کی بات ہی کونسی ہے۔ یہ تو مولوی محمد علی صاحب یہ فیصلہ کر دیں۔ کہ انسان کبھی غلطی کر ہی نہیں سکتا۔ اور اگر کر سکتا ہے۔ تو اس کی اصلاح کونسا جُرم ہے۔ اور ان کے مقابلہ میں خود مولوی محمد علی صاحب کی کیا پوزیشن ہے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی کی بیعت کی۔ اور ان کے احباب نے یہ اشتہار دیا۔ کہ یہ بیعت مطابق الوصیت ہے۔ مگر آج وُہ خلافت کے منکر ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ الوصیت کسی ایک فرد کی خلافت کے خلاف ہے۔ لیکن یہ کہنے کی جُرأت نہیں کرتے۔ کہ ہم نے اُس وقت

الوصیت کے مطابق خلافت

سمجھی تھی۔ مگر اب ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ کہ یہ عقیدہ غلط تھا۔ اسی طرح وُہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تو آپ کو نبی۔ اور رسول لکھتے رہے۔ عدالت میں حلفیہ بیان دیا۔ اور کہا۔ کہ میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہُوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں۔ مگر اب کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم لوگ تو شروع سے ہی آپ کو نبی نہیں مانتے تھے۔ حالانکہ اگر وُہ سچائی سے کام لیتے۔ تو ان کی پوزیشن بہت زیادہ مضبوط ہوتی۔ وُہ کہہ سکتے تھے۔ کہ ہم پہلے ایسا سمجھتے تھے۔ اس لئے اس کا اظہار بھی کرتے تھے۔ مگر اب پتہ لگ گیا ہے۔ کہ وُہ ہماری غلطی تھی۔ مگر وُہ ایک واقعہ کا جو ہو چکا ہے انکار کرتے ہیں۔ جس سے ان کی پوزیشن کس قدر خراب ہو جاتی ہے۔

ہم یہ معاملہ کسی ثالث کے سامنے پیش کرنے کو تیار

ہیں۔ مذہبی مسائل میں تو ہم ثالثوں کے قائل نہیں۔ مگر یہ کوئی مذہبی سوال نہیں۔ بلکہ بعض عبارتوں کے مفہوم کا سوال ہے۔ اور ادب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے تیار ہیں کہ ادیبوں سے اس بات کا فیصلہ کرا لیا جائے۔ ہم ان کی پہلی تحریریں ان کے پیش کر دیں گے۔ کہ ان کا پہلا عقیدہ یہ تھا۔ اور وُہ کہہ دیں۔ کہ میں پہلے بھی نبی نہیں مانتا تھا۔ اس کے بالمقابل وُہ کہتے ہیں۔ کہ میں پہلے نبی نہیں مانتا تھا۔ اب ماننے لگا ہوں۔ اس کے متعلق وُہ بھی جو تحریریں چاہیں پیش کر دیں۔ اور میں ان کا جواب لکھ دُونگا اور پھر فیصلہ کرا لیا جائے۔ کہ ان سب تحریروں کے مفہوم وُہ صحیح ہیں۔ جو ہم پیش کرتے ہیں۔ یا جو وُہ کہتے ہیں۔ اگر ثالث یہ فیصلہ کر دیں۔ کہ مولوی صاحب کا عقیدہ پہلے بھی وہی تھا۔ جو اب ہے تو ہم مان لیں گے۔ کہ وُہ صحیح کہتے ہیں مگر میں جانتا ہوں۔ کہ وُہ کبھی اس فیصلہ کی طرف نہیں آئیں گے۔ ان کی غرض ایسی باتوں سے صرف یہ ہے۔ کہ ان کے پہلے عقائد اور خیالات پر پردہ پڑ جائے جیسے ملزم جب پکڑا جاتا ہے۔ تو وہ اپنے

جُرم پر پردہ ڈالنے کی کوشش

کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ دُشمنوں نے خواہ مخواہ مجھ پر الزام لگا یا دیا ہے۔ ان کی تحریریں موجود ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نبی آخر الزمان ہیں۔ مجدد دین اور ان میں یہ فرق ہے۔ مگر آج کہتے ہیں۔ کہ میں نے کبھی یہ بات کہی ہی نہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ اگر پہلے بھی آپ نبی نہ کہتے تھے۔ اور آپ کی تحریروں سے نبوت کا ثبوت نہیں ملتا۔ تو ان پر پردہ ڈالنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں۔ اور یہ کیوں کہتے ہیں۔ کہ کسی کی تحریر یا قول کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں انہیں تو چاہئے کہ خود تحریک کر کے دوسروں کو ان کی طرف متوجہ کریں۔ وُہ چونکہ جانتے ہیں کہ لوگ ان تحریروں کو پڑھ کر ضرور متاثر ہوں گے اس لئے کہتے جاتے ہیں کہ زید یا بکر کے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور وُہ حجت نہیں ہو سکتا۔ جس کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ وُہ اپنی کمزوری کو چھپاتے ہیں۔ مولوی غلام حسن خان صاحب کے مضمون کو دیکھ کر صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ انہوں نے سچائی کے ساتھ واقعہ بیان کر دیا ہے۔ جو اس قابل ہے۔ کہ اس پر اعتبار کیا جائے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب جو مضامین لکھتے ہیں اور جس رنگ میں نبی ماننے یا نہ ماننے کا سوال پیش کرتے ہیں۔ اس میں ایک اخفا کا پہلو نظر آتا ہے۔ وُہ کہتے ہیں۔ اس سوال کو جانے دو۔ کہ میں یا کوئی اور اس زمانہ میں کیا خیال کرتا تھا۔ حالانکہ یہ سوال نہایت اہم ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں آپ کے درجہ کے متعلق لوگوں کا کیا خیال تھا۔ ایک شخص تو غلطی کر سکتا ہے دو کر سکتے ہیں۔ چار کر سکتے ہیں۔ مگر جو

مجموعی عقیدہ

اس زمانہ میں پھیلا ہُوا تھا۔ اور جس کی اخبارات۔ اشتہارات۔ اور رسالوں میں اشاعت ہوتی رہتی تھی

"فضل عمرؓ" (انگریزی)

مصنفہ صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز بی اے

کتاب "فضل عمر" کے متعلق دوستوں کو ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ صرف حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی رائے ملاحظہ فرمالیں۔ آپ فرماتے ہیں "جلسہ خلافت جوبلی کے موقعہ پر مکرمی صوفی عبدالقدیر صاحب نے ایک کتاب "فضل عمر" انگریزی زبان میں لکھ کر شائع کی ہے۔ یہ کتاب گویا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی سوانحمری ہے جس میں سلسلہ کے مختلف حالات کے علاوہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی ابتدائی زندگی کے حالات خلافت کے سوال پر غیر مبایعین کے فتنہ کی تاریخ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے زمانہ خلافت کے حالات پر بہت دلچسپ رنگ میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ میں نے اس کتاب کا بیشتر حصہ دیکھا ہے زبان کی خوبی کے علاوہ اس کا طرز بیان نہایت مؤثر اور دلکش ہے۔ اور پھر ہر واقعہ سند کے ساتھ صحیح صحیح صورت میں درج کیا گیا ہے۔ صوفی صاحب پیدائشی احمدی ہونے کے علاوہ ایک ایسے بزرگ باپ کے فرزند ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص صحابیوں میں سے تھے۔ اور خود صوفی صاحب بھی کافی عرصہ تک حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے پرائیویٹ سکرٹری رہ چکے ہیں۔ اس لئے ان کے معلومات بہت اچھے ہیں۔ اور طرز بیان نہایت عمدہ ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ یہ کتاب ان تصانیف میں سے ہے۔ جن کی بکثرت اشاعت تبلیغ کے لئے۔ اور خصوصاً فتنہ غیر مبایعین کے انسداد کے لئے بہت مفید ہو سکتی ہے ہمارے نوجوانوں کو چاہیئے۔ کہ اس کتاب کو خود بھی پڑھیں۔ اور دوسروں میں بھی اسے کثرت کے ساتھ پھیلائیں۔ اس ریویو کی تحریک میرے دل میں خود بخود ہوئی ہے۔ اس لئے میں نے یہ چند حروف رسمی رنگ میں نہیں لکھے۔ بلکہ دوستوں کے حقیقی فائدہ کے خیال سے لکھے ہیں"۔ سائز کتابی حجم سوا تین سو صفحات قیمت ڈیڑھ روپیہ فی نسخہ

نوٹ:۔ احمدیہ البم قیمت ۲ ۔ اسلامی خلافت (انگریزی) مصنفہ مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے قیمت ۲ — پبلشرز سلطان برادرز قادیان

اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی تردید نہیں کرتے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ آپ اس عقیدہ کو درست سمجھتے تھے۔ ورنہ کیوں اس کی تردید نہ فرماتے۔ یا اس وقت جماعت میں جو لوگ بڑے تھے۔ انہوں نے اس کا رد کیوں نہ کیا۔ یہ باتیں

مولوی محمد علی صاحب کی پوزیشن

کو کمزور کرنے والی ہیں سچائی ہی ہے جو ہر میدان میں انسان کو کامیاب کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے لکھا تھا کہ مسیح ناصری زندہ ہے مگر بعد میں وفات پیش کی۔ اور جب لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ نے صاف طور پر فرما دیا۔ کہ وہ میری غلطی تھی۔ جب تک مجھے علم نہ تھا۔ میں وہی کہتا رہا۔ جو جمہور مسلمانوں کا عقیدہ تھا۔ مگر جب اللہ تعالےٰ نے مجھے حقیقت سے آگاہ کر دیا تو میں نے اسے بیان کر دیا۔ اسی طرح پہلے آپ لکھتے رہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ مگر بعد میں نبوت کا دعوےٰ کیا۔ لوگوں نے اعتراض کیا تو یہ نہیں فرمایا۔ کہ میرا تو پہلے بھی یہی مطلب تھا۔ کہ میں نبی ہوں۔ نہیں کا لفظ کاتب نے غلطی سے لکھ دیا۔ بلکہ سادگی سے اقرار کر لیا۔ کہ مسلمانوں کے پرانے عقیدہ کے مطابق میں اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتا تھا۔ مگر خدا تعالےٰ کی بارش کی طرح وحی نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہیں رہنے دیا۔ اسی طرح اگر مولوی محمد علی صاحب بھی یہی پوزیشن اختیار کرتے تو ان پر بھی کوئی اعتراض نہ ہو سکتا۔ مگر وہ تو کہتے ہیں۔ کہ میں نے کبھی بھی حضرت مرزا صاحب کو نبی نہیں سمجھا۔ ایک طرف تو یہ لوگ ہم پر شرک کا الزام لگاتے ہیں۔ دوسری طرف ان کا یہ حال ہے۔ کہ نبیوں اور ماموروں کی طرف غلطی کا منسوب کرنا تو جائز سمجھتے ہیں۔ مگر اپنی صریح غلطی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ حالانکہ صریح لکھے ہوئے حوالے موجود ہیں۔ ایسی واضح تحریروں سے انکار دراصل ان پر اللہ تعالےٰ کی گرفت ہے۔ ورنہ اگر یہ کہتے کہ ہاں ہم نے بھی لکھا ہے اور ضرور لکھا ہے۔ مگر وہ غلطی تھی۔ اب بات ہماری سمجھ میں آگئی ہے تو ان کی بات معقول سمجھی جاتی۔ مگر ان کی موجودہ پوزیشن کو دیکھ کر تو ہر شخص یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ وہ سچائی پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔

پس دینی اور دنیاوی ہر قسم کے معاملات میں

سچائی کو مقدم رکھنا

نہایت ضروری ہے۔ اور یہ بات ہر میدان میں انسان کو فائدہ پہونچاتی ہے۔ ماں باپ اور استادوں کو چاہیئے۔ کہ بچوں میں سچائی کی عادت پیدا کریں۔ اکثر بچے جھوٹ ماں باپ یا استاد سے ہی سیکھتے ہیں۔ دس فی صدی دوسروں سے اور نوے فی صدی ماں باپ یا استادوں سے سیکھتے ہیں۔ ہمسایہ لڑکوں سے بھی سیکھتے ہیں۔ مگر چونکہ ان کے لئے ان کے دلوں میں

ادب اور احترام

نہیں ہوتا اس لئے ان کا اثر اتنا گہرا نہیں ہوتا۔ جتنا ماں باپ اور استادوں کا ہوتا ہے۔ صرف دس فی صدی مثالیں ایسی ملیں گی۔ کہ بچوں نے ہمسایہ بچوں سے جھوٹ سیکھا۔ یا نوکروں سے سیکھ لیا۔ ورنہ نوے فی صدی ماں باپ اور استادوں سے سیکھتے ہیں۔ جو ماں باپ ایسا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ کہ نقصان کے باوجود سچ بولتے ہیں۔ ان کے شریف الطبع بچے اکثر سچے ہوتے ہیں۔ اسی طرح استاد کا اثر بھی بہت ہوتا ہے۔ کیونکہ بچے کے دل میں ان تینوں کا احترام ہوتا ہے۔ غور کر کے دیکھ لو ہر انسان جو حرکتیں کرتا ہے۔ ان میں سے اکثر اس کے ماں باپ یا استاد میں ہوں گی۔ اور اس نے ان کی نقل میں وہ حرکت اختیار کی ہو گی۔ بعض لوگ ایک خاص طرح کندھا ہلاتے ہیں۔ یا سر ہلاتے ہیں۔ یا ایسی ہی اور حرکات کے عادی ہوتے ہیں۔ اور اگر تحقیق کی جائے تو یہ ثابت ہو گا۔ کہ یہ حرکات اکثر انہوں نے ماں باپ یا استاد کی نقل میں اختیار کی ہوں گی۔ بچہ بوجہ احترام ہمیشہ ان کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے۔ یہ بڑے ہیں میں بھی ان کی نقل کر کے بڑا بن جاؤں گا۔ تو اگر ماں باپ اور استاد سچائی پر قائم ہو جائیں تو نوے فی صدی سچ دنیا میں قائم ہو سکتا ہے باقی صرف دس فی صدی جھوٹ رہ جائے گا۔ جو دوسرے ذرائع سے قائم ہوتا ہے۔ اور اس کا علاج بہت آسان ہے۔

پس میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ ایسی اخلاقی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں جب محکمہ قضا کے سامنے جواب دہی یا گواہی کے لئے کوئی پیش ہو تو سچ سچ بات کہہ دے۔ مذہبی معاملات میں بھی یہی طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ اگر کسی بات کا جواب ایک وقت نہیں آتا تو بناوٹی جواب دینے کی کوشش نہ کرو۔ میں تو اسی طرح کرتا ہوں ایک شخص نے ایک خط میرے سامنے پیش کیا۔ جو

غیر احمدی کے جنازہ کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لکھا ہوا تھا میں نے اسے دیکھ کر کہہ دیا۔ کہ اس وقت اس کا کوئی جواب میرے ذہن میں نہیں۔ آپ کے باقی حوالوں سے میں یہی سمجھتا ہوں۔ کہ غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا منع ہے۔ مگر اس خط کا میں ابھی کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ کئی دفعہ مجھے چیلنج بھی دیا گیا۔ کہ اس کا جواب دو۔ مگر میں نے کبھی بناوٹی جواب دینے کی کوشش نہیں کی۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ اس میں ہتک کی کیا بات ہے۔ ممکن ہے یہ خط بعض مخصوص حالات میں لکھا گیا ہو جو مجھے معلوم نہیں۔ مگر بہر حال دوسرے حوالے ایسے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ غیر احمدی کا جنازہ آپ جائز نہیں سمجھتے تھے۔ اس خط کو دیکھ کر میں نے یہی کہا کہ اس کا کوئی جواب میں نہیں دے سکتا۔ اور اس میں حرج ہی کیا ہے۔ کہ انسان سچی بات صاف صاف کہہ دے۔ ایک دفعہ لاہور میں دو شخص مجھ سے ملنے آئے۔ ایک نے دریافت کیا۔ کہ آپ نے

کس مدرسہ میں تعلیم پائی ہے

اس کا مطلب دیوبند وغیرہ علمی مدارس سے تھا۔ میں نے کہا کسی مدرسہ میں نہیں۔ اس نے کہا کسی سے کوئی سند حاصل کی ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ پھر اس نے کہا۔ کہ کون کون سے علوم پڑھے ہیں۔ میں نے کہا کوئی نہیں۔ اس کی غرض ان سوالات سے صرف یہ تھی کہ ظاہر کرے کہ یہ تو جاہل آدمی ہے۔ اس سے ہم کیا گفتگو کریں۔ میں اسے یہ جواب بھی دے سکتا تھا۔ کہ تمہیں ان سوالات کا کیا حق ہے۔ مگر وہ پوچھتا گیا۔ اور میں جواب دیتا گیا۔ دوست بیٹھے تھے۔ اور وہ

جدید تحقیقات

بارہ ۱۲ ہفتہ میں انگریزی

فنیکس فاؤنڈیشن کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ اور وہ مکمل طریق تعلیم جس سے ہر اردو پڑھا لکھا آدمی بارہ ۱۲ ہفتہ میں انگریزی سیکھ سکتا ہے آسان اردو میں شائع ہو گئی ہے جو دفتر صاحب رجسٹرار فنیکس فاؤنڈیشن سے مفت مل سکتی ہے۔ مفت منگانے والے اصحاب ذیل کے پتہ پر لکھیں:-

صاحب رجسٹرار فنیکس فاؤنڈیشن دہلی

ایسے سوالات کرنے سے اسے روکنا بھی چاہتے تھے۔ مگر میں نے کہا نہیں پوچھنے دو۔ اس نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ تو خود مانتے ہیں کہ جاہل ہیں پھر ان سے کیا سوال کریں۔ میں نے کہا کہ آپ کے سوال آپ نے نہیں کئے، وہ بات میں خود بتا دیتا ہوں۔ وہ کہنے لگے کیا؟ میں نے کہا میں انگریزی مدرسہ میں پڑھتا تھا اور پرائمری میں بھی فیل ہوا اور مڈل میں بھی اور انٹرنس میں بھی۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود میں ایک چیز پڑھا ہوا ہوں۔ میں نے وہ پڑھا ہے جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے پڑھا تھا۔ اور میں نے قرآن کریم پڑھا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کا مقام اعلیٰ تھا۔ اور میرا ادنیٰ۔ بے شک میں نے دنیا کا کوئی علم نہیں پڑھا۔ مگر نہ پڑھنے کے باوجود میرا دعوےٰ ہے۔ کہ دنیا کا کوئی علم نہیں۔ کہ جس کے رو سے قرآن کریم یا اسلام پر اس کا کوئی بڑے سے بڑا ماہر کوئی اعتراض کرے اور میں اس کا جواب نہ دے سکوں۔ یہ بات سن کر اس شخص کے ساتھی نے کہا۔ کہ میں نے تم کو اشارہ نہ کیا تھا۔ کہ ان کے جواب میں کوئی اور بات ہے۔ اور میں نے تمہیں پہلے منع کیا تھا۔ کہ یہ سوالات نہ کرو۔ بعض پیغامی بھی یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ہیں۔ یہ کیا ہیں۔ مجھے اقرار ہے۔ کہ میرے پاس کوئی سند نہیں۔ مگر پھر بھی میرا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ مجھے قرآن کریم آتا ہے جو چاہے میرے اس دعوے کو پرکھ لے۔ میں نے کبھی کسی سے یہ نہیں کہا۔ کہ مجھے فلسفہ خوب آتا ہے۔ مجھ سے پڑھ لو یا حساب بہت آتا ہے وہ پڑھ لو۔ ہاں یہ ضرور کہا ہے۔ کہ قرآن کریم مجھ سے پڑھ سکتے ہو۔ اور میرا کسی اور علم کا ماہر نہ ہونا کوئی ہتک کی بات نہیں۔ لوہار اگر بڑھئی کا کام نہیں جانتا تو اس میں اس کی کوئی ہتک نہیں۔ یا اگر ایک جولاہا نائی کا کام نہیں جانتا تو اسے جاہل نہیں کہا جا سکتا۔ جو شخص جس فن کو جانتا ہے۔ اس کے علم کا امتحان اسی فن میں کیا جا سکتا ہے۔ اس سے باہر نہیں۔ پس میرے قرآن کریم کے سوا کسی علم میں ماہر نہ ہونے کو کوئی اگر جہالت قرار دیتا ہے۔ تو بڑے شوق سے دے۔ میرے لئے اس میں ہتک کی کوئی بات نہیں۔

لوگوں نے کوشش بھی کی ہے کہ مجھ سے دعوےٰ کرائیں کہ

میں مصلح موعود ہوں

مگر میں نے کبھی اس کی ضرورت نہیں سمجھی مخالف کہتے ہیں۔ آپ کے مرید آپ کو مصلح موعود کہتے ہیں۔ مگر آپ خود دعویٰ نہیں کرتے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ مجھے دعوے کی ضرورت کیا ہے۔ اگر میں مصلح موعود ہوں۔ تو میرے دعوےٰ نہ کرنے سے میری پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آ سکتا۔ جب میرا عقیدہ یہ ہے۔ کہ جو پیشگوئی غیر مامور کے متعلق ہو اس کے لئے دعوےٰ کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ تو پھر دعوے کی مجھے کیا ضرورت ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ریل کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی۔ کیا ضروری ہے۔ کہ ریل دعوےٰ کرے۔ دجال کی پیشگوئی موجود ہے۔ مگر کیا دجال کا دعوےٰ کرنا ضروری ہے۔ ہاں مامور کی پیشگوئی میں دعوے کی ضرورت ہوتی ہے۔ باقی غیر مامور کو تو خواہ پتہ بھی نہ ہو۔ کہ وہ پیشگوئی اس کی ذات میں پوری ہو گئی کوئی ہرج کی بات نہیں۔

امت مسلمہ میں مجددین

کی جو فہرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دکھانے کے بعد شائع ہوئی ہے۔ ان میں سے کتنے ہیں۔ جنہوں نے دعویٰ کیا ہو۔ میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے۔ کہ مجھے تو اورنگ زیب بھی اپنے زمانہ کا مجدد نظر آتا ہے۔ مگر کیا اس نے کوئی دعوےٰ کیا۔ عمر رض بن عبد العزیز کو مجدد کہا جاتا ہے۔ کیا ان کا کوئی دعوےٰ ہے۔ پس غیر مامور کے لئے دعوےٰ ضروری نہیں۔ دعوےٰ صرف مامورین کے متعلق پیشگوئیوں میں ضروری ہے۔ غیر مامور کے صرف کام کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر کام پورا ہوتا نظر آ جائے۔ تو پھر اس کے دعویٰ کی کیا ضرورت ہے۔ اس صورت میں تو وہ انکار بھی کرتا جائے۔ تو ہم کہیں گے کہ وہی اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔ اگر عمرؓ بن عبد العزیز مجدد ہونے سے انکار بھی کرتے۔ تو ہم کہہ سکتے تھے۔ کہ وہ اپنے زمانہ کے مجدد ہیں۔ کیونکہ مجدد کے لئے کسی دعوےٰ کی ضرورت نہیں۔ دعوےٰ صرف ان مجددین کے لئے ضروری ہے جو مامور ہوں۔ ہاں جو غیر مامور اپنے زمانہ میں گرتے ہوئے اسلام کو کھڑا کرے دشمن کے حملوں کو توڑ دے۔ اسے چاہے پتہ بھی نہ ہو۔ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ مجدد ہے۔ ہاں مامور مجدد وہی ہو سکتا ہے۔ جو دعوےٰ کرے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا۔ پس میری طرف سے مصلح موعود ہونے کے دعوے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور مخالفوں کی ایسی باتوں سے گھبراہٹ کی بھی ضرورت نہیں۔ اس میں کوئی ہتک کی بات نہیں۔ اصل عزت وہی ہوتی ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے ملتی ہے چاہے دنیا کی نظروں میں انسان ذلیل سمجھا جائے۔ اگر وہ خدا تعالےٰ کے رستہ پر چلے تو اس کی درگاہ میں وہ ضرور معزز ہو گا۔ اور اگر کوئی شخص جھوٹ سے کام لے کر اپنے غلط دعوے کو ثابت بھی کر دے۔ اور اپنی چستی یا چالاکی سے لوگوں میں غلبہ بھی حاصل کرے تو

خدا تعالےٰ کی درگاہ میں

وہ عزت حاصل نہیں کر سکتا۔ اور جسے خدا تعالےٰ کے دربار میں عزت حاصل نہیں۔ وہ خواہ ظاہری لحاظ سے کتنا معزز کیوں نہ سمجھا جائے اس نے کچھ کھویا ہی ہے حاصل نہیں کیا۔ اور آخر ایک دن وہ ذلیل ہو کر رہیگا۔

پس دینی و دنیوی کاموں میں ہمیشہ سچ کو اختیار کرو۔ جو شخص سچ کے لئے نقصان اٹھاتا ہے وہ دراصل فائدہ میں رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جب آتھم کی پیشگوئی پر مخالفوں نے شور مچایا۔ کہ وہ پوری نہیں ہوئی۔ تو ایک دن نواب صاحب بہاولپور کے دربار میں بھی۔ جو غالباً موجودہ نواب صاحب کے دادا تھے۔ اس موضوع پر باتیں ہونے لگیں۔ اور تمسخر اڑایا جانے لگا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی نواب صاحب کے پیر

حضرت غلام فرید صاحب چاچڑاں والے

بھی تشریف فرما تھے۔ وہ خاموش بیٹھے رہے مگر کچھ عرصہ بعد نواب صاحب بھی اس گفتگو میں دخل دینے لگے۔ تو وہ جوش میں آ گئے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ تم لوگوں کو شرم نہیں آتی۔ کہ ایک عیسائی کی تائید اور مسلمان کے خلاف باتیں کرتے ہو تم لوگ کہتے ہو۔ کہ آتھم زندہ ہے یہ بالکل غلط ہے۔ وہ مر چکا ہے۔ اور مجھے تو وہ مردہ ہی نظر آتا ہے۔

پس جب کوئی شخص سچ کے لئے کھڑا ہو۔ تو ہر شریف انسان اس کی عزت کرے گا اگر کمینے اس کی عزت کو نہ پہچانیں۔ تو یہ کوئی ہرج کی بات نہیں۔ پس کبھی کسی دشمن کے اعتراض سے ڈر کر حق نہ چھپاؤ کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے۔ تو تم اپنی عزت قائم کرنا چاہو گے۔ اور خدا تعالےٰ اور رسول کی بے عزتی کرنے والے بنو گے۔ اور اس صورت میں تم ان کی دعاؤں کے مستحق نہیں بنو گے بلکہ ان کی ناراضگی کے مورد ہو گے پس سچ کو قائم کرو۔ کیونکہ جس دن تم اسے قائم کر لو گے۔ احمدیت کی شان اور اس کا مرتبہ بہت ہی بلند و بالا ہو جائیگا*

احباب قادیان کا مل کر ہاتھ سے کام کرنے کا دن

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے ذریعہ جہاں احباب جماعت کو سادہ زندگی کی طرف توجہ دلائی۔ وہاں حضور نے یہ بھی فرمایا۔ کہ احباب کو اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی عادت پیدا کرنی چاہئے۔ ہاتھ سے کام کرنے کی تحریک اپنی اصلی اور نمایاں شکل میں مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کے ساتھ ظاہر ہوئی اور حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس تحریک کا دائرہ عمل اس حد تک وسیع فرما دیا۔ کہ رفاہِ عامہ کے کام مثلاً سڑکوں کی درستی۔ نالیوں کی بنوائی۔ اور کوڑا کرکٹ وغیرہ کی صفائی جیسے کام بھی اس میں شامل کر لئے جائیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے احباب قادیان کو خاص طور پر مخاطب فرمایا۔ اور اس بارہ میں انہیں مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتھ تعاون کرنے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ حضور اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

”خدام الاحمدیہ کو اپنے ہاتھ سے کام کرنے کا کام صرف اپنے تک ہی محدود نہیں رکھنا چاہئے۔ بلکہ ساری جماعت کو شمولیت کا موقعہ دینا چاہئے۔“ میرے نزدیک مجلس خدام الاحمدیہ کو چاہئے۔ کہ وہ مہینہ دو مہینہ میں ایک دن ایسا مقرر کر دیں۔ جس میں ساری جماعت کو شمولیت کی دعوت دیں“

پھر حضور نے کام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ”وہ کام جن کو دنیا میں عام طور پر بُرا سمجھا جاتا ہے۔ ان کو بھی کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ مثلاً مٹی ڈھونا۔ یا ٹوکری اٹھانا یا کہی چلانا ہے“

”اگر وہ کسی ایک سڑک کو لے لیں اور اپنے پروگرام میں یہ بات شامل کر لیں۔ کہ انہوں نے اس سڑک پر بھرتی ڈال کر اسے ہموار کرنا اور اس کے گڑھوں کو پُر کرنا ہے۔ ... تو یہ بہت عمدہ نتیجہ پیدا کریگا“

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ اس تحریک کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”اس تحریک سے دو فوائد حاصل ہوں گے ایک تو نکماپن دور ہوگا۔ اور دوسرے غلامی کو قائم رکھنے والی روح کبھی پیدا نہ ہوگی“

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے مندرجہ بالا ارشادات کی اہمیت احباب پر واضح ہے گذشتہ سال ہم نے چھ دن ایسے مقرر کر کے اس مفید تحریک کے نتائج کا مشاہدہ کیا۔ اور ہم نے محسوس کیا کہ خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہنا کس قدر برکات اپنے اندر رکھتا ہے۔ اندازہ کیا جائے تو سینکڑوں روپے کا کام صرف اس تحریک کی برکت سے مفت ہو گیا۔ اور نہ صرف یہ کہ بغیر خرچ کے کام ہو گیا۔ بلکہ ہم اب کام کرنے سے ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے جب ہم میں سے ہر چھوٹے بڑے جوان بوڑھے۔ افسر ماتحت۔ امیر غریب نے ایک ساتھ ہو کر کام کیا۔ اور ہر قسم کا کام کیا۔ تو ہم میں بڑے اور چھوٹے کا امتیاز بہت حد تک دور ہو گیا۔ ہم میں سے بہت تھے جو ہاتھ سے کام کرنا غریبوں کا کام سمجھے تھے اور اپنے سے وہ کام موجب عار اور ہتک۔ لیکن اب یہ خیال قریباً قریباً دور ہو چکا ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک نہ صرف یہ کہ ہاتھ سے کام کرنے کو موجب عار نہیں سمجھتا بلکہ خلیفہ وقت کی اطاعت میں اسے موجب فخر اور باعث سعادت یقین کرتا ہے۔

اس دفعہ اجتماعی کام کرنے کا دن انشاء اللہ تعالےٰ مورخہ ۲۸۔ امان (مارچ) ۱۳۱۹ ہش / ۱۹۴۰ء بروز جمعرات منایا جائے گا۔ جس میں قادیان کے جملہ احباب سوائے معذوروں یا مریضوں کے شمولیت اختیار فرمائیں گے۔

پس احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس مبارک کام میں ضرور شریک ہوں۔ کہ جس میں دین و دنیا دونو کا فائدہ ہے۔ مقام عمل وہ سڑک ہے۔ جو سٹار ہوزری ورکس کے سامنے سے گزر کر عیدگاہ کو جاتی ہے۔ اور جہاں گذشتہ وقار عمل کے روز کام کیا گیا تھا۔ ارادہ ہے۔ کہ بتوفیق الٰہی اس سڑک کے بائیں طرف پندرہ فٹ چوڑا ایک ایسا راستہ بنا دیا جائے جس پر ہر قسم کی ٹریفک بآسانی چل سکے۔ اور موسم برسات کی آمد سے قبل قبل یہ سکیم پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے۔ وما توفیقنا الا باللہ۔

کام صبح ۹ بجے شروع ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ احباب کو دس دس کے گروپوں میں تقسیم کر کے ان پر ایک ایک گروپ لیڈر مقرر کر دیا گیا ہے۔ اور ہر پانچ گروپوں کا ایک گروہ جس کا ایک سرگروہ مقرر کیا گیا ہے۔ احباب سے امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس دن اپنے جملہ کاموں سے فراغت حاصل کر کے ضرور ضرور شامل عمل ہوں گے۔ مقام عمل پر انشاء اللہ تعالےٰ حسب سابق پانی پلانے۔ فسٹ ایڈ اور ٹٹیوں وغیرہ کا انتظام ہوگا۔ خاکسار۔ ناصر احمد مہتمم شعبہ وقار عمل مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

تحریک ترک حقہ نوشی و سگریٹ

مرکز کی طرف سے ترکِ حقہ نوشی و سگریٹ کی تحریک جاری ہے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے اسکے خوشکن جواب جماعتوں کی طرف سے موصول ہو رہے ہیں۔ قادیان کے جملہ محلہ جات میں بھی یہ تحریک خوب زور پکڑ رہی ہے۔ اور مجالس خدام الاحمدیہ کے ممبران اس طرف خاص توجہ کر رہے ہیں۔ محلہ ناصر آباد کی تازہ رپورٹ مظہر ہے کہ وہاں مسمیان میاں روشن دین صاحب پسر کمال دین صاحب اور میاں عبد الغفار صاحب پسر غلام حیدر صاحب ہر دو نے تحریک کے ماتحت حقہ نوشی ترک کر دی ہے۔ دوسری جماعتیں بھی توجہ فرمائیں۔ اور احباب کو دین میں پختہ کرتے ہوئے لغو افعال سے بھی مجتنب رہنے کی تلقین فرمائیں۔ ناظر تعلیم و تربیت۔

جلسہ خلافت جوبلی پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

کی

بیعت کرنے والی خواتین کی فہرست

نمبر شمار	نام	ضلع	نمبر شمار	نام	ضلع
۴۱۱	سرداراں صاحبہ	گورداسپور	۴۳۴	عائشہ بی بی صاحبہ	دہلی
۴۱۲	شریفاں بی بی صاحبہ	"	۴۳۵	ہاجرہ بیگم صاحبہ	"
۴۱۳	ریشم بی بی صاحبہ	"	۴۳۶	اسلام بیگم صاحبہ	"
۴۱۴	رعایت بیگم صاحبہ	"	۴۳۷	فاطمہ بی بی صاحبہ	گجرات
۴۱۵	اقبال بیگم صاحبہ	گوجرانوالہ	۴۳۸	محمد بی بی صاحبہ	"
۴۱۶	حسن بی بی صاحبہ	لدھیانہ	۴۳۹	حمیدہ صاحبہ	سیالکوٹ
۴۱۷	شریف بی بی صاحبہ	سیالکوٹ	۴۴۰	عزیزہ صاحبہ	گورداسپور
۴۱۸	حسین بی بی صاحبہ	"	۴۴۱	سائرہ صاحبہ	شیخوپورہ
۴۱۹	حسین بی بی صاحبہ	گورداسپور	۴۴۲	غفور بی بی صاحبہ	انبالہ
۴۲۰	دولت بی بی صاحبہ	"	۴۴۳	برکت بی بی صاحبہ	سیالکوٹ
۴۲۱	برکت بی بی صاحبہ	"	۴۴۴	ریشم بی بی صاحبہ	گورداسپور
۴۲۲	حالمہ بی بی صاحبہ	"	۴۴۵	سلیمہ بی بی صاحبہ	کانپور
۴۲۳	مجیدہ صاحبہ	"	۴۴۶	حمیدہ بانو صاحبہ	امرتسر
۴۲۴	سارہ صاحبہ	"	۴۴۷	ملکہ خانم صاحبہ	"
۴۲۵	نواب بی بی صاحبہ	"	۴۴۸	حمیدہ خاتون صاحبہ	"
۴۲۶	حرمت بی بی صاحبہ	"	۴۴۹	امۃ اللہ بیگم صاحبہ	"
۴۲۷	صالحہ بی بی صاحبہ	"	۴۵۰	سعیدہ خانم صاحبہ	"
۴۲۸	چراغ بی بی صاحبہ	"	۴۵۱	اقبال بیگم صاحبہ	گورداسپور
۴۲۹	حلیمہ بی بی صاحبہ	گجرات	۴۵۲	غلام فاطمہ صاحبہ	"
۴۳۰	نور بیگم صاحبہ	"	۴۵۳	زہرہ صاحبہ	"
۴۳۱	چراغ بی بی صاحبہ	لاہور	۴۵۴	انور بی بی صاحبہ	"
۴۳۲	زینب بی بی صاحبہ	جالندھر	۴۵۵	صفیہ بیگم صاحبہ	"
۴۳۳	کنیز فاطمہ صاحبہ	دہلی	۴۵۶	اقبال بیگم صاحبہ	"

نمبر شمار	نام	ضلع	نمبر شمار	نام	ضلع
۴۵۷	عمر بی بی صاحبہ	سیالکوٹ	۴۷۷	امۃ الرشید صاحبہ	جہلم
۴۵۸	غلام بی بی صاحبہ	گورداسپور	۴۷۸	مبارکہ بیگم صاحبہ	"
۴۵۹	خورشید بی بی صاحبہ	سیالکوٹ	۴۷۹	نواب بی بی صاحبہ	سیالکوٹ
۴۶۰	دین بی بی صاحبہ	گورداسپور	۴۸۰	رشیدہ بیگم صاحبہ	گوجرانوالہ
۴۶۱	زینب بی بی صاحبہ	گجرات	۴۸۱	رابعہ بی بی صاحبہ	گجرات
۴۶۲	رسول بی بی صاحبہ	"	۴۸۲	نذیر بیگم صاحبہ	"
۴۶۳	فہمیدہ اختر صاحبہ	فیروزپور چھاؤنی	۴۸۳	رفیعہ بیگم صاحبہ	جہلم
۴۶۴	سعیدہ اختر صاحبہ	"	۴۸۴	اللہ بی صاحبہ	"
۴۶۵	بشیر بانو صاحبہ	فیروزپور	۴۸۵	صابرہ بیگم صاحبہ	سیالکوٹ
۴۶۶	شریفاں بی بی صاحبہ	شیخوپورہ	۴۸۶	رحمت بی بی صاحبہ	گوجرانوالہ
۴۶۷	مقبول بیگم صاحبہ	لائلپور	۴۸۷	سکینہ بیگم صاحبہ	سیالکوٹ
۴۶۸	فتح بی بی صاحبہ	سیالکوٹ	۴۸۸	بشیر بیگم صاحبہ	"
۴۶۹	رسول بی بی صاحبہ	"	۴۸۹	زینب بی بی صاحبہ	لدھیانہ
۴۷۰	مبارکہ بیگم صاحبہ	"	۴۹۰	حسین بی بی صاحبہ	سیالکوٹ
۴۷۱	ممتاز بیگم صاحبہ	گورداسپور	۴۹۱	جنت بی بی صاحبہ	جالندھر
۴۷۲	رسول بی بی صاحبہ	سیالکوٹ	۴۹۲	آمنہ بی بی صاحبہ	گجرات
۴۷۳	امینہ بانو صاحبہ	جہلم	۴۹۳	فضیلت بی بی صاحبہ	"
۴۷۴	حسین بی بی صاحبہ	گورداسپور	۴۹۴	سردار بی بی صاحبہ	گورداسپور
۴۷۵	فاطمہ بی بی صاحبہ	سرگودھا	۴۹۵	امۃ الوکیل صاحبہ	جے پور
۴۷۶	فقیری صاحبہ	گورداسپور	۴۹۶	شریف بیگم صاحبہ	بہاولپور

(باقی)